مضمون نمبر ۳

علماء واکابرین کے درمیان اختلاف کے وقت کا لائحہ عمل

مرتب

محمد زید مظاہری ندوی

استاذِ حدیث وفقہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين

محمد وعلىٰ آله واصحابه اجمعين

علماء واکابرین کے درمیان اختلاف کے وقت کا لائحہ عمل

محمد زید مظاہری ندوی

(استاذِ حدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

ربیع الاول ۱۴۳۹ھ

متعدد حضرات نے احقر سے موبائل فون پر دریافت کیا کہ مرکز میں اختلاف کی وجہ سے ہمارے علاقہ میں سخت انتشار ہے، کچھ اکابر مرکز سے علٰحدہ ہوگئے ہیں، ہم لوگوں کے درمیان یہ بات موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے کہ کون لوگ حق پر ہیں، کن لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہئے، ہم کس کی حمایت کریں، امارت حق ہے، یا شورائی نظام درست ہے؟ وغیرہ وغیرہ اس طرح کی دسیوں باتیں ملک وبیرون ملک موضوع بحث بنی ہوئی ہیں جس سے کام کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے اور آپسی اختلاف بڑھتا جارہا ہے، اس لئے اس کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔

اکابر اور دینداروں کے درمیان اختلاف ہوجانے کی صورت میں ہم کدھر جائیں؟ کن کی حمایت کریں؟ کن لوگوں کے ساتھ مل کر کام کریں؟ یہ سوالات واقعی بڑی اہمیت رکھتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے کسی موقع پر ہم کو آزاد نہیں چھوڑا ہے، ایسے موقع کے لئے بھی شریعت نے ہماری رہنمائی کی ہے، اس سلسلہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا نہایت جامع مضمون ہے جو مخلص اور طالب صادق کی رہنمائی اور عمل کے لئے انشاء اللہ بہت کافی ہے۔

اہل علم اور دینداروں کے درمیان اختلاف کے وقت ہم کس کی اتباع کریں؟

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مضمون

شریعت نے مکلفین یعنی اپنے بندوں کو کسی موقع پر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ہر موقع کے لئے شریعت میں کوئی نہ کوئی حل ضرور موجود ہے، چنانچہ اس حالت کے متعلق بھی شریعت نے جو ہماری رہنمائی کی ہے کہ جب ہمارے بڑوں کے درمیان اختلاف ہوجائے اور دونوں طرف دلائل بھی ہوں تو ہم کس کی اتباع کریں اور کن کے ساتھ مل کر کام کریں؟ خواہ کوئی ادارہ ہو یا کوئی جمعیۃ اور جماعت، سب کے لئے شریعت کا یہ قاعدہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے جس کو حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے بیان فرمایا ہے، اس میں مخلصین اور سچے طالبین کے لئے بڑی رہنمائی ہے، حکیم الامتحضرت تھانویؒ ارشاد فرماتے ہیں:

(۱) ”آپ شاید یہ کہیں کہ یہ عجیب گڑبڑ ہے، دونوں طرف دلیل موجود ہے تو اس میں ہم کس کو ترجیح دیں، ہمارے لئے تو بڑی مشکل ہوگئی، لڑیں تو علماء اور بیچ میں مارے جائیں ہم، میں کہتا ہوں کہ اس وقت بھی حق کے معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے، طلب صادق چاہئے، طالب حق کے لئے کہیں راستہ بند نہیں۔

(۲) وہ طریقہ یہ ہے کہ اگر طالب صاحب فہم (یعنی سمجھ دار) ہے تو دونوں دلیلوں میں قوت وضعف کو دیکھ کر ترجیح دے سکتا ہے، بشرطیکہ انصاف سے کام لے اور خدا تعالیٰ کا خوف اور راہِ حق کی طلب کو پیش نظر رکھے۔

اور اگر صاحب فہم نہیں ہے اور دلیل کو کسی طرح سمجھ ہی نہیں سکتا تو اس کے لئے آسان طریقہ ترجیح کا یہ ہے کہ دونوں فتوے دینے والوں کو

(یا دونوں کے طرزِ عمل کو) دیکھے اور دونوں کے حالات پر غور کرے اس کے نزدیک جو متقی اور پرہیز گار زیادہ ثابت ہو اس کے فتوے کو ترجیح دے اور اسی پر عمل کرے، مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ محض ایک نظر میں سرسری طور پر دیکھنے سے یہ بات نہیں معلوم ہو سکتی، اس کے لئے ضرورت ہے کہ کم از کم ایک ایک ہفتہ دونوں کے پاس بالکل خالی الذہن ہو کر رہو، نہ ان کے معتقد بنو نہ مخالف، بلکہ منصفانہ نظر سے دونوں کو دیکھتے رہو، اور سفر وحضر، خلوت وجلوت میں، ان کے حالات میں غور کرتے رہو، اس میں اگر دیر لگے تو کچھ مضائقہ نہیں، تم عند اللہ ماجور (مستحق اجر وثواب) ہو گے، اتنے غور کے بعد ضرور تم پر حق واضح ہو جائے گا، طالب صادق کی تائید حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

(۳) اور اگر بالفرض تلاش سے بھی فیصلہ نہ ہو اور کسی فریق کی ترجیح سمجھ میں نہ آئے اور تمہارے نزدیک دونوں علم وتقویٰ میں برابر ثابت ہوں تو اس صورت میں جس طرف دل گواہی دے اس طرف ہو جاؤ، بس جو کام تمہارے کرنے کا تھا تم کر چکے اب اگر غلطی بھی رہی تو تم معذور رہو۔

اس بات کو میں پھر دوہرائے دیتا ہوں کہ اس طریق کے ہر جز میں اس کا اہتمام ضروری ہے کہ محض طلب حق اور للّٰہیت رہے، نفسانیت وغرض اور ضد نہ آنے پائے، یہ ممکن نہیں کہ اس طرح کوئی تلاش حق کرے اور اس کو حق نہ ملے حق تو بہت واضح چیز ہے وہ کسی طرح چھپ ہی نہیں سکتا۔

(وعظ الصالحون ملحقہ اصلاح اعمال ص ۱۴۷، ۱۴۸)

(۴) پہلے اس کی تحقیق کر لو کہ دونوں (طرف) علماء حقانی ہیں یا نہیں، جب تحقیق ہو جائے کہ دونوں حقانی ہیں تو اب دونوں کی اتباع میں گنجائش ہے، جس کی بھی موافقت کر لی جائے گی، تعمیل حکم ہو جائے گی، اور وہ موجب رضائے خدا ہوگی، اب آپ کہیں گے کہ ہم یہ کیسے تحقیق کریں کہ کون علماء حقانی ہیں؟ اس کے لئے میں بہت مختصر طریقہ بتلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے معاندانہ اعتراضات اور اغراض کو چھوڑ کر اور حق تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر اور دین کو ضروری سمجھ کر ان علماء کے حالات میں غور کیجئے، اگر آپ ایسا کریں گے تو عادتاً ممکن نہیں کہ نہ پہچان سکیں کہ یہ علماء حقانی ہیں یا نہیں۔

دیکھو علاج کی ضرورت کے وقت اور قتل کے مقدمہ کی پیروی کے وقت آپ طبیبوں اور وکیلوں کی تلاش کرتے ہیں تو آپ کو دو چار طبیب اور دو چار وکیل قابل اطمینان ضرور مل جاتے ہیں، اور وہ سب قابل اعتماد ہوتے ہیں لیکن اس وقت بھی آپ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کرتے کہ ان سب قابل اعتماد لوگوں میں سے ایک کو چھانٹ کر علاج اور مقدمہ کی پیروی اس کے سپرد کر دیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں کہ طبیب یا وکیل تو ہم نے کامل اور قابل اطمینان ڈھونڈ لیا ہے اب صحت ہونا یا پھانسی کے مقدمہ سے بری ہونا تقدیر کے اوپر منحصر ہے۔

اسی طرح دین کے لئے جتنی کوشش آپ کے امکان میں ہیں وہ کر کے علماء حقانی کو تلاش کر لیجئے، اور ان کے اختلاف کی صورت میں کسی ایک کے قول کو لے لیجئے جس کے متعلق دل زیادہ گواہی دیتا ہو، اور بلا چوں چراں اس کے قول کا اتباع کیجئے۔ (وعظ الصالحون ملحقہ اصلاح اعمال ص ۱۴۲)

(۵) اور اگر طلب میں خلوص ہے تو کھرے کھوٹے میں تمیز کر لینا کچھ مشکل نہ ہوگا، اس طریقہ سے کوشش کرو اور حق تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہو، صرف اپنی کوشش پر بھروسہ نہ کرو، ہدایت حق تعالیٰ کے کرم پر موقوف ہے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ عجز ونیاز ہے، دعا کا مغز یہی عجز ونیاز ہے، کوئی اپنے علم وفہم وذہانت سے ہدایت نہیں پاتا ہے، ہدایت جس کو ہوئی ہے حق تعالیٰ ہی کے فضل سے ہوئی ہے، اس واسطے کوشش کے ساتھ عجز ونیاز اور دعا کی بھی سخت ضرورت ہے، یہ طریقہ ہے حق کے حاصل کرنے کا اس سے ضرور حق مل جاتا ہے۔ (وعظ جلاء القلوب ملحقہ ذکر وفکر ص ۳۵۵)

(۶) دعا سے راحت قلب ضرور حاصل ہوتی ہے، میں اس پر حلف کر سکتا ہوں (یعنی قسم کھا سکتا ہوں)، نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (کہ ذکر اور دعا سے دل کو اطمینان ضرور حاصل ہوتا ہے) علاوہ قوت قلب کے اس میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ شخص حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا، کیوں کہ جب اس سے سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا؟ یہ کہہ دے گا کہ میں نے طلب حق کے لئے بہت سعی (کوشش) کی اور اللہ تعالیٰ تو ایک ہی تھے میں نے ان سے بھی عرض کر دیا تھا کہ مجھ پر حق واضح کر دیا جائے، اب میں دوسرا ہادی کہاں سے لاتا، اور یہ بات میں نے علی سبیل التنزیل کہی ہے کہ اگر دعا کے بعد بھی حق واضح نہ ہوا تو قلب کو قوت تو حاصل ہوگی اور خدا کے یہاں معذور تو ہو جائے گا، ورنہ عادت اللہ یہی ہے کہ جو شخص دل سے دعا کرتا ہے حق اس پر واضح ہو ہی جاتا ہے اس کے خلاف ہوتا ہی نہیں پس دعا کو ہرگز ترک نہ کیا جائے۔

(وعظ الارتیاب والاغتیاب ملحقہ اصلاح اعمال ص ۵۱۰)

تمت